برصغیر میں قرامطہ کا سیاسی اثرورسوخ

یاسر عرفات اعوان ☆

برصغیر پاک وہند کے تاریخی ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے عام طور پر قاری سلاطین وملوک کے ادوار کے سیاسی و انتظامی امور، فوجی مہمات، دربار ومحل کی زندگی اور فنون لطیفہ سے متعلقہ سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے اور اسے ان ادوار میں دین وشریعت اور مذہب وثقافت سے جڑی سرگرمیوں کے بارے میں پڑھنے کا زیادہ موقع نہیں ملتا جس کی بڑی وجہ تاریخ کے ان گوشوں کے بارے میں معلومات کا یکجا صورت میں موجود نہ ہونا ہے۔ ماخذ ہائے تاریخ (روایتی وغیر روایتی) میں ان میادین کے بارے میں معلومات بکھری صورت میں موجود ملتی ہیں جنہیں جمع ومرتب کر کے تاریخ کے ان ادوار میں مذکورہ پہلوؤں کی حیثیت اور مقام جانا اور اجاگر کیا جاسکتا ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور قیام حکومت تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ مسلمان سلاطین وملوک نے اس خطے کی تعمیر وترقی میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے اسلام کی اعتدال پر مبنی تعلیمات کی بدولت مقامی آبادی کے قلوب کو مسخر کیا۔ برطانوی استعمار نے اپنے دور اقتدار میں برصغیر کی تاریخ کے مسلم دور کو خاص طور پر اپنا موضوع بنایا استعمار کی علمی قیادت (مستشرقین) کی زیرنگرانی کتب تاریخ مرتب کی گئیں لیکن ان میں عام طور پر مسلمان حکمرانوں کو تعیش پسند، اقتدار کے نشہ سے سرشار اور دین وشریعت سے عاری ذکر کیا گیا اور تاریخ کی تدوین وترتیب میں علمی ودینی اور ادب وتہذیب سے متعلقہ سرگرمیوں کو نظرانداز کیا گیا۔ اس استعماری اقدام نے بڑے گہرے اثرات ثبت کیے تعلیمی درسگاہوں میں اسی نکتہ نظر کا پرچار کیا گیا جس کی وجہ سے نہ صرف ہندو ومسلم آبادی میں منافرت پیدا ہوئی بلکہ مسلمانوں کی نوجوان نسل میں اپنی تاریخ سے عدم دلچسپی کے رویے پروان چڑھے۔ سید سلیمان ندوی استعماری منہج کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہمارے اسکولوں اور کالجوں میں جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے وہ بالکل ایک خاص مقصد کو سامنے رکھ کر پڑھائی

☆ ڈاکٹر یاسر عرفات اعوان، لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۴۹۔ محمد نقشبند ثانی، حضرت حجۃ اللہ، وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول (فارسی مکتوبات)، حصہ اول ص ۲۷، ۵۳، کراچی ۱۹۹۹ء

۵۰۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثالث) ص ۶۰، ۶۱

۵۱۔ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول، مکتوب ۵۶ ص ۷۰

۵۲۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثالث) ص ۱۲۶ تا ۱۳۱، ۱۳۶، ۱۴۰، ۱۴۸، ۱۵۲، ۱۵۳

۵۳۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۳۰۲

۵۴۔ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول، مکتوب ۹۵، حصہ اول ص ۱۰۶ اور مکتوب ۵۲ حصہ دوم ص ۲۳۲

۵۵۔ نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، جلد ۵ ص ۱۳۳، ۱۴۱، دائرۃ مصنفین۔ اسلام آباد ۱۴ نومبر ۱۹۸۲ء

۵۶۔ مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۶۱، ۱۶۲

۵۷۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۳۱۸ (اردو ترجمہ) ص ۴۱۳

۵۸۔ ایضاً، جلد سوم ص ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۳۷ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۴۲۴ تا ۴۲۶، ۴۳۹

۵۹۔ ایضاً، جلد سوم ۳۵۵ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۴۶۴

۶۰۔ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم (فارسی) مکتوب نمبر ۱۱۸ ص ۲۰۲

۶۱۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۰۶ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۵۳۱

۶۲۔ منتخب اللباب، حصہ سوم ص ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۶، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۶۶، ۲۷۲، ۲۷۸، ۲۹۲، ۳۲۴، ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۵۹،
۳۷۴، ۴۰۹، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۸، ۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۵، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۲، ۴۷۳

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جاتی ہے اور اسی مقصد کو سامنے رکھ کر تاریخ ہند کی کتابیں انگریزی میں تصنیف کی جاتی ہیں ان کتابوں میں قدیم ہندوستان کی تاریخ کو کہنا چاہیے کہ گویا وہ سکندر اور اس کے جانشینوں کی تاریخ کا ایک ٹکڑا ہے اسی حملہ سے ہندوستان کی کایا پلٹ ہوئی اس کو علم وفن کی دولت ملی، تاریخ کی دنیا میں اس نے زندگی پائی سکندر کے حملہ اور سفر کے ایک ایک راستہ کا پتہ لگانا، بگڑے ہوئے یونانی ناموں کو درست کرنا اور ان کے الٹے پلٹے بیانوں کو مرتب اور منظم کر کے پیش کرنا ہندوستان کے پرانی تاریخ ہے یہی مورخ جب اسلام اور ہندوستان کی تاریخ کا آغاز کریں گے تو چند سطروں میں وحشی عربوں کا اور پھر (نعوذباللہ) ایک خونخوار پیغمبر کا اور اس کے جانشینوں کے بے پناہ حملوں کا ذکر کر کے صفحہ دو صفحہ میں عرب سے سیدھے غزنی پہنچ جائیں گے یہاں محمود کی فوج ہندوستان پر جہاد کے لیے تیار ملتی ہے اور اس کو لے کر وہ فوراً پنجاب، سندھ اور گجرات پہنچ جاتے اور لوٹ مار کر کے اس کو واپس لے جاتے ہیں پھر ڈیڑھ سو برس کے بعد شہاب الدین غوری کو ہندوستان لاتے ہیں اور اس کے بعد سے قرون وسطیٰ کی تاریخ ہند کا سلسلہ آگے چلاتے ہیں۔''[۱]

تاریخ کے معروضی مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ استشراقی منہج کے حامل تاریخی ادب کی ترتیب وتدوین مخصوص سیاسی عزائم کے تحت کی گئی جس میں مسلمان حکمرانوں اور ان کے ادوار کے کمزور پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا اور ایسے تمام گوشے نظر انداز کر دیئے گئے کہ جن سے سلاطین کے تدین، شریعت سے وابستگی اور رواداری کا اظہار ہوتا ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ حکمران طبقہ کے بارے میں موجود تاریخی مواد کو کھنگالا جاتا اور خاص طور پر ان کے ادوار میں لکھی گئی کتب تاریخ سے استفادہ کیا جاتا تاکہ ان کے ادوار کی صحیح صورت منظر عام پر آتی۔ اس بات سے انکار نہیں کہ مسلمان سلاطین وملوک میں ایسے حکمران گزرے ہیں کہ جو تعیش وطاقت کے نشہ سے سرشار رہے اور احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب ہوئے لیکن شاید ہی کوئی ایسا حکمران گزرا ہو کہ جس نے اصولی طور پر شریعت اسلامیہ سے تعلق ظاہر نہ کیا ہو۔ ہر دور میں دربار میں علماء کی نمائندگی رہی بلکہ بیسیوں ایسے واقعات موجود ہیں کہ سفر میں بھی علماء کی سلاطین سے مصاحبت رہی، سلاطین مختلف مسائل میں علماء سے استفسار کرتے اور شرعی نکتہ نظر معلوم کیا کرتے تھے مثلاً ابونصر عتبی نے سلطان محمود غزنوی کی ملتان کی مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وقد بلغ السلطان يمين الدوله امين المله حال والى المولتان ابى الفتوح فى خبث نحلته و دخل دخلته و دحس اعتقاده وقبح الحاده و دعائه الى مثل رايه اهل بلاده فانف للدين من مقارته على فظاعة شره و شناعة امره و استخار الله الخائر فى قصده لاستنابته و تقديم حكم الله فى الايقاع به و امر بضم الاطراف و كف الذيول و جمع الخيول الى الخيول و ضوى اليه من مطوع المسلمين من ختم الله لهم بصالح الاعمل و اكرمهم باحدى الحسنين فى الازل و ثاربهم نحو المولتان عند موج الربيع بسيول الانواء و سيح الانهار......................"[۲]

''عتبی کی اس بات کا خلاصہ یہ ہے کہ یمین الدولۃ امین الملۃ محمود غزنوی کو جب والی ملتان ابو الفتوح کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات کا پتہ چلا کہ اس کا مسلک انتہائی بدتر، اعتقاد برا اور وہ انتہائی قبیح الحاد کا مرتکب ہے اور مستزاد یہ کہ وہ اپنے ملک کے باشندوں کو بھی اپنی رائے کی دعوت دیتا ہے تو دین کی حمایت اور اس (ابوالفتوح) کے قبیح شر اور بدترین معاملے کی خاطر غزنوی اٹھ کھڑا ہوا اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے مقصد کی خاطر استخارہ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کو مقدم کرتے ہوئے لشکر جرار کی تیاری کا حکم دیا اس نے علماء سے رابطہ کیا اور ان کی معیت میں برسات کے موسم میں اس نے ملتان کا رخ کیا۔"

تاریخ یمینی کے اس اقتباس سے سلاطین کی ترجیحات کا پتہ چلتا ہے۔ دین اور دینی روایت کی حفاظت ان کے نزدیک سب امور سے بڑھ کر تھی کہ موسمی حالات کی ناسازگاری کے باوجود وہ لشکر لے کر نکل پڑتے اور اسی طرح علماء سے تعلق اور ان کی رہنمائی کا اہتمام کیا جاتا تا کہ اقدامات کو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں عملی جامہ پہنایا جائے۔ سلاطین وملوک کے القابات (غیاث الدین، معز الدین، شمس الدین، ناصر الدین، قطب الدین، امین الملت وغیرہ) سے بھی ان کی دین وشریعت سے وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

دینی روایت کی مستند ومعتبر تعبیر کی حفاظت اور اگلی نسلوں تک اس کے انتقال میں مسلمان سلاطین کا بڑا اہم کردار رہا ہے علمائے عظام کی سرپرستی میں انہوں نے ایسی تحریکوں اور فرقوں کا تعاقب کیا کہ جو اپنے تئیں دین اسلام کی نمائندگی کے دعویدار تھے لیکن حقیقت میں گمراہ تھے۔ تیسری صدی میں قرامطہ کے نام سے ایک ایسی ہی باطنی تحریک منصۂ شہود پر آئی کہ جو اجنبی عقائد ونظریات کی حامل تھی۔ علمائے امت نے ان کی صراط مستقیم سے دوری کی نشاندہی کی اور سلاطین اسلام نے سیاسی میدان میں اس کا تعاقب کیا۔

قرامطہ کا آغاز وارتقا:

سیاسی امور میں اختلاف کی بناء پر وجود پانے والے متعدد فرق میں سے ایک اہم فرقہ اسماعیلیہ ہے جس نے بعد میں اپنے مخصوص عقائد ونظریات کی وجہ سے ایک مستقل مذہبی نظام کی حیثیت اختیار کر لی۔ اسماعیلیہ نے اپنی فکر ونظریات کی تبلیغ اعلانیہ کی بجائے خفیہ رکھی اس لیے وہ تاریخ کی خفیہ تحریکوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ تاریخی ادب میں اسماعیلیہ کا تذکرہ مختلف اسماء وعناوین سے ملتا ہے۔ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں:

"فبالعراق يسمون الباطنيه والقرامطه والمزدكية وبخراسان التعليمية والملحدة، وهم يقولون نحن اسماعيلية" [۳]

[عراق میں انہیں باطنیہ، قرامطہ اور مزدکیہ کا نام دیا جاتا ہے خراسان میں تعلیمیہ اور ملحدہ کے نام سے جانے جاتے ہیں جبکہ وہ اپنے آپ کو اسماعیلیہ کہتے ہیں۔]

بعض مورخین قرامطہ کو ایک الگ مستقل فرقہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں لیکن امام غزالی کہتے ہیں کہ قرامطہ، اسماعیلیہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہی کا ایک لقب ہے وہ لکھتے ہیں:

"واما القرامطه فانما لقبوابها نسبة الی رجل یقال له حمدان قرمط، کان احد دعاتهم فی الابتداء، فاستجاب له فی دعوته رجال، فسموا قرامطه وقرمطیة" ۴

امام غزالی کے مطابق اسماعیلی دعوت کے ایک داعی حمدان قرمط کی دعوت پر لبیک کہنے والے قرامطہ کہلائے۔ بعض علمائے تاریخ جیسا کے ذکر کیا گیا ہے قرامطہ کو ایک الگ فرقہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ سیاسی وسماجی منظرنامہ پر اسماعیلیہ قرامطہ کے نام سے ظاہر ہوئے۔

قرامطہ کا سیاسی غلبہ واقتدار وسعتوں کا حامل رہا ہے وہ بحرین (قدیم)، شمالی افریقہ، شام، شمالی ایران اور برصغیر میں حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انھوں نے اپنے دور اقتدار میں تخریب وفساد، ظلم وزیادتی اور قتل وغارت گری کی داستانیں رقم کیں یہاں تک کہ خانہ خدا بھی ان کی فتنہ پردازیوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ وہ حجر اسود کو اکھاڑ لائے اور کئی سال تک اپنے قبضے میں رکھا۔ عصر حاضر میں اسماعیلیہ، قرامطہ کی سرگرمیوں سے برات کا اعلان کرتے ہیں اور انھیں اپنے سے الگ ایک غالی گروہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں لیکن ایسے تاریخی شواہد موجود ہیں جو قرامطہ واسماعیلیہ کی فکری ہم آہنگی اور باہمی تعلقات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسماعیلی گھرانہ میں پرورش پانے والے ڈاکٹر زاہد علی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ قرامطہ سے برأت اس لیے ظاہر کی گئی کیونکہ انھوں نے اصلی اور باطنی تعلیمات کا اظہار کر دیا تھا۔ ۵

قرامطہ کے عقائد:

قرامطہ نے ضروریات دین کا انکار کیا، نص قرآنی کی باطنی تاویلات کیں اور اسلامی تعلیمات کے متوازی عقائد و نظریات اختیار کیے۔ اس وجہ سے علمائے امت نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج بتایا۔ علامہ عبدالقاہر بغدادی قرامطہ کی اسلام کے لیے مضرت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلموا اسعدکم الله ان ضرر الباطنیة (القرامطة) علی فرق المسلمین اعظم من ضرر الیهود والنصاری والمجوس علیهم اعظم من مضرة الدهریة وسائر اصناف الکفرة علیهم بل اعظم من ضرر الدجال الذی یظهر فی آخر الزمان. لأن الذین ضلوا عن الدین بدعوة الباطنیة من وقت ظهور دعوتهم الی یومنا اکثر من الذین یضلون بالدجال فی وقت ظهوره لان فتنة الدجال لا تزید مدتها علی اربعین یوما و فضائح الباطنیة اکثر من عدد الرمل والقطر" ۶

علامہ بغدادی فرماتے ہیں کہ مسلمان گروہوں پر باطنیہ (قرامطہ) کا ضرر یہود ومجوس بلکہ دہریت اور کفر کی جملہ صورتوں سے بڑھ کر ہے شیخ عبدالقاہر قرامطہ کو دجال سے بھی زیادہ ضرررساں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس فرقہ نے آغاز دعوت سے آج تک جتنے لوگوں کو گمراہ کیا ہے وہ ان سے بہت زیادہ ہیں جنھیں دجال گمراہ کرے گا کیونکہ اس کا فتنہ تو چالیس دن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تک محدود ہے اور قرامطہ کی گمراہیاں ریت وقطر کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔

قرامطہ کے عقائد ونظریات کے تنقیدی مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مختلف اقوام و مذاہب کی تعلیمات کا ملغوبہ ہیں۔ڈاکٹر زاہد علی قرمطی عقائد وافکار کا مطالعہ کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہ قابل توجہ ہے۔وہ کہتے ہیں کہ

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسلام کے خوش نما سدا بہار درخت پر ایرانی ،نصرانی ،یونانی اور ہندی درختوں کی بے جوڑ قلمیں لگائی گئی ہیں اصل اور قلم کا امتیاز ایسا ظاہر اور نمایاں ہے کہ سرسری نظر سے بھی نہیں چھپ سکتا۔ فروعات میں اختلاف ہوتا تو خیر کوئی ایسی بات نہ تھی لیکن افسوس ہے کہ اصول ہی کچھ ایسے ایجاد کیے جو اسلام کے اصول سے الگ ہو گئے"۔ ۷

اسی مذکورہ اصولی اختلاف کی بنیاد پر علماء نے قرامطہ کو دین سے خارج بتایا اور سلاطین اسلام نے ان کے خلاف جہاد کیا۔بحرین میں زوال پذیر ہونے کے بعد قرامطہ نے برصغیر جیسے سرحدی علاقے کا انتخاب کیا کیونکہ اس صورت میں وہ حکومتی مرکز سے دور رہ کر براہ راست سرکاری رسائی سے محفوظ رہ سکتے تھے۔قرامطہ کی طرح خوارج بھی ہندوستانی علاقہ کو اپنی آماجگاہ بنائے ہوئے تھے۔مطالعہ تاریخ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی بھی ریاست کے سرکاری مذہب کے مخالفین اور اس سے متصادم عقائد ونظریات کے حاملین ہمیشہ اس ریاست کے سرحدی علاقوں کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ حکومتی غیض وغضب سے محفوظ رہ کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔چوتھی صدی ہجری میں قرمطی داعی برصغیر آئے انھوں نے ملتان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔مال ودولت اور وسائل کی کثرت کے باعث انہوں نے معاشرے کے کمزور طبقات کو متاثر کیا انھیں چونکہ فاطمی حکومت کا تعاون ورہنمائی بھی حاصل تھی۔ ۸ اس لیے انہوں نے بہت جلد سماجی طور پر اپنی ساکھ مضبوط بنالی اور ریاست ملتان کے سیاسی اقتدار تک رسائی حاصل کرلی۔مسند اقتدار پر قابض ہونے کے بعد قرامطہ نے مصروافریقہ میں قائم اپنی مرکزی حکومت سے الحاق کرلیا اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام امور سرانجام دیے۔ملتان میں فاطمی حکمران کے نام کا خطبہ جاری ہوا،انھوں نے مختلف ہندو راجاؤں سے بھی معاہدات کیے۔

سماج وسیاست میں قرامطہ کے روز افزوں ارتقاء نے علماء وسلاطین کو اپنی جانب متوجہ کیا۔علماء نے دینی روایت کی حقیقی تعبیر کی تحفیظ کا جو وظیفہ اپنے ذمہ لیا ہے اس کے اقتضاء کو مدنظر رکھتے ہوئے انھوں نے قرامطہ کے عقائد ونظریات کا محاکمہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ سلاطین کی رہنمائی کی تاکہ عملی اقدامات کرکے سیاسی سطح پر قرامطہ کی سرگرمیوں کو روکا جاسکے۔سلاطین اسلام نے بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے باطل فرقوں کے خلاف کاروائی کی۔دولت غزنویہ کے امیر سبکتگین نے داخلی وخارجی خطرات کے باوجود قرامطہ کے خلاف کاروائی کو ترجیح دی اور سلطان محمود غزنوی نے تو عمر کا بڑا حصہ قرامطہ کے تعاقب واستیصال میں صرف کیا۔اس نے ملتان سے قرامطہ کے اقتدار کا خاتمہ کیا لیکن سلطان کی وفات کے بعد انھوں نے پھر اپنی قوت کو مجتمع کرکے ملتان کے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

غوری سلاطین اور علماء وفضلاء:

غوری سلاطین میں سب سے زیادہ شہرت سلطان شہاب الدین غوری کو حاصل ہے شہاب الدین کا نام محمد تھا ۹ اسے معز الدین کا لقب دیا گیا لیکن تاریخ میں اس کی شہرت سلطان شہاب الدین غوری کے نام سے ہے غوری نے اپنے دور حکومت میں شاندار کارنامے سرانجام دیئے جن میں سب سے اہم ریاست ملتان سے قرامطہ کا اخراج تھا۔ سلطان محمود غزنوی کی طرح شہاب الدین نے بھی برصغیر سے قرامطہ کے سیاسی و مذہبی اثر ورسوخ کے خاتمے کو مقدم جانا جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سلاطین، دین کی محبت سے سرشار تھے اور مسلمان معاشروں میں باطل فکر و عمل کی ترویج کو کسی طور پسند نہیں کرتے تھے۔ انگریزی عہد میں لکھی گئیں کتب تاریخ میں سلاطین کی جو صورت پیش کی گئی ہے وہ حقائق کی ترجمانی نہیں کرتی۔ محمود غزنوی کی شخصیت اور کردار کو تو انگریز مورخین نے خاص طور پر نشانہ بنایا۔ لیکن انہوں نے شہاب الدین کو بھی نہیں معاف کیا اور اسے غزنوی سے بڑھ کر بربریت کا حامل قرار دیا۔ الفنسٹن نے لکھا ہے:

"Shahab-ud-din was more sanguinary than Mahmud" ۱۰

غوری سلاطین علماء وفضلاء کے بڑے قدر دان تھے خاص طور پر غیاث الدین غوری اور شہاب الدین غوری کہ جو راسخ العقیدہ مسلمان اور علم دوست حکمران تھے۔ فرق وملل کے ممتاز عالم امام فخر الدین رازی جب غیاث الدین کے پاس آئے تو اس نے امام صاحب کی بڑی عزت افزائی کی اور ہرات میں جامع مسجد کے نزدیک ان کے لیے مدرسہ تعمیر کروایا۔ امام رازی نے سلطان کے نام لطائف غیاثیہ اور دیگر کتب تصانیف فرمائیں ۱۱ شہاب الدین غوری کی مجلس میں علماء وفقہاء شریک رہتے تھے فقہ اور دیگر علوم دین کے مسائل زیر بحث رہتے تھے۔ امام رازی غوری کے لشکر کے ساتھ رہے وہ سپاہیوں کو درس دیا کرتے تھے اور ان کے درس میں شرکت کے لیے لوگ جوق در جوق چلے آتے تھے۔ شہاب الدین بھی امام صاحب کے درس میں شریک ہوتا تھا بدایونی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اس کے زمانہ میں عالم اور فاضل بہت تھے ان میں سے ایک امام فخر الدین رازی تھے جو بادشاہ کے لشکر میں مقیم تھے۔۔۔ ہر ہفتے وعظ فرماتے تھے اور بادشاہ بھی ان کے وعظ میں حاضر ہو کر بہت رویا کرتا تھا۔'' ۱۲

امام رازی نے اپنی زندگی کے چوبیس سال غزنی اور ہرات میں گزارے۔ وہ مختلف مہمات میں غوری کے لشکر میں بھی شامل رہتے تھے اور نمازوں میں امامت کرواتے اور درس دیا کرتے تھے۔ سلطان اور علماء وفضلاء کے باہمی تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب نزهته الخواطر لکھتے ہیں:

"وکان العلماء یحضرون بحضرته فیتکلمون فی المسائل الفقهیه وغیرها،وکان الشیخ امام فخر الدین رازی صاحب التفسیر الکبیر یعظ فی داره فحضر یوماموعظ وقال فی آخر کلامه:یا سلطان لا سلطانک یبقی ولا تلبیس الرازی،فبکی شهاب الدین حتیٰ رحمه الناس لکثرت بکائهه" ۱۳

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[وہ کہتے ہیں کہ علماء اس (غوری) کے دربار میں تشریف لاتے جہاں فقہی اور دیگر مسائل پر گفتگو ہوتی تھی۔امام رازی اپنے گھر میں وعظ فرماتے تھے۔ایک روز سلطان ان کے وعظ میں شریک ہوا۔امام صاحب نے وعظ کے آخر میں فرمایا اے سلطان نہ تیرا اقتدار رہے گا نہ رازی کا تملق ونفاق باقی رہے گا یہ سن کر سلطان رو دیا یہاں تک کہ لوگوں کو اس پر رحم آنے لگا۔]

امام رازی کی طرح معروف صوفی بزرگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور شہاب الدین کے باہمی تعلقات کے تذکرے بھی کتب تاریخ میں محفوظ ہیں۔جن کو پڑھنے سے علماء وسلاطین کی باہم گہری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

قرامطی اقتدار کا خاتمہ:

ملتان کے تخت پر براجمان قرامطہ، ملتان اور اس کے نواح میں اپنی دعوتی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اُچ کے علاقہ میں بھی ان کا اثر ورسوخ موجود تھا اور یہ علاقہ بھی ان کے اہم مقامات میں شمار ہوتا تھا۔سلطان شہاب الدین نے علماء کی ہدایات اور معیت میں ۵۷۱ھ میں ملتان پر حملہ کیا اس کے ہمراہ ساٹھ ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا اس نے قرامطی اقتدار کا خاتمہ کیا۔منہاج سراج لکھتا ہے:

"وسیوم سال بر سمت ملتان لشکر کشید وازدست قرامطه ملتان را مستخلص کرد" [۱۴]

[تیسرے سال (۵۷۱ھ) ملتان پر حملہ کیا اور اسے قرامطہ کے تسلط سے آزاد کروایا۔]

اس کے بعد قرامطہ ملتان میں کبھی اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ملتان میں شکست کے بعد ان کی اچھی خاصی تعداد اُچ پہنچ گئی جہاں کا راجہ ان کا حلیف تھا۔شہاب الدین چونکہ قرامطہ کے تسلط وغلبہ کے خاتمے کے لیے آیا تھا اس لیے وہ ان کے تعاقب میں اُچ پہنچا۔قرامطہ راجا کے ساتھ ایک قلعہ میں مورچہ زن ہوئے۔یہ دو دریاؤں (چناب وستلج) کے سنگم پر واقع تھا ایک آبی مقام ہونے کی وجہ سے اسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔اُچ میں جنگ نے طوالت اختیار کر لی، قلعہ بند لشکر کی تیراندازی نے غوری کے لشکر کو کافی نقصان پہنچایا، بڑی مشکلات کے بعد سلطان کے ساتھی قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔قرامطہ اور ان کے حلیفوں کی بڑی تعداد جنگ میں کام آئی۔آخر کار اُچ فتح ہوا سلطان نے علی کرماخ کو ملتان اور اُچ کا نگران مقرر کیا طبقات اکبری میں لکھا ہے:

"بعد از یك سال یعنی در سنه ۵۷۱ هجری لشکر بجانب اوچ برده ملتان راازدست قرامطه بر آورده متصرف شد وطائفه بهاتیه در حصار اوچ و ملتان علی کرماخ نموده بجانب غزنیں مراجعت نمود" [۱۵]

[ایک سال کے بعد اس (غوری) نے اچ کی طرف لشکر کشی کی اور ملتان کو قرامطہ کے قبضہ سے آزاد کروالیا اور قبیلہ بھاٹیہ کے لوگ اُچ کے قلعہ میں بند ہو گئے۔کچھ دن جنگ ہوتی رہی انجام کار رفتح ہوئی اور ملتان پر بھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قبضہ ہو گیا اور اس نے اچ و ملتان کو علی کرماخ کے حوالے کر دیا۔]

قرامطہ کے خلاف کامیاب مہم کے بعد غوری، غزنی لوٹ گیا اس کے بعد بھی وہ ہندستان کا رخ کرتا رہا لیکن پھر قرامطہ کبھی سیاسی اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ قرامطی دعوت وفکر کے اثر ونفوذ کا خاتمہ سلطان کا عظیم کارنامہ اور احسان ہے جس کی وجہ سے اس کا نام تاریخ اسلام میں تابندہ رہے گا۔ شہاب الدین غوری کو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے امام رازی کی معیت حاصل رہی اور امام رازی رحمہ اللہ اپنی مجالس میں گمراہ فرق اور دینی تعبیرات کا ابطال فرماتے رہتے تھے کرامیہ اور قرامطہ کے عقائد ونظریات کا بھی امام صاحب نے محاکمہ کیا۔ کرامیہ اللہ تعالی کی تجسیم کے قائل تھے اس فرقہ کے علماء سے امام صاحب کے مناظرے بھی ہوئے۔ امام رازی نے قرامطہ کے اصول وعقائد پر بھی گرفت کی اور ان کی دین سے دوری پر مطلع کیا۔ یقیناً شہاب الدین نے قرامطہ کے بارے میں امام رازی سے راہنمائی لی ہوگی۔ اور اس کی روشنی میں اپنی مہم کا آغاز کیا ہوگا۔ قرامطہ نے امام صاحب کو شہید کرنے کی منصوبہ بندی بھی کی تھی اور اپنے ایک ساتھی کو ان کی مجالس میں بھیجا تھا جو کافی عرصہ آپ رحمہ اللہ کی گفتگو سنتا رہا اور ایک دن موقع پا کر امام صاحب کو شہید کرنے کی کوشش بھی کی۔ قرامطہ کے فدائیوں نے بہت سارے علماء اور عالم اسلام کی نامور شخصیات کو شہید کیا جن میں نظام الملک طوسی، فخر الملک بن نظام الملک، جناب شمس تبریزی، نظام الملک مسعود بن علی وزیر خوارزم شاہ اور سلطان شہاب الدین غوری شامل ہیں۔ [۱۶]

سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت:

سلطان شہاب الدین غزنی میں تھا کہ اسے پنجاب کے کھوکھروں اور کوہ جود کے قبائلیوں کی بغاوت وسرکشی کی اطلاع ملی اس نے اپنے لشکر سمیت پنجاب کا رخ کیا اور باغی قبائل کی سرکوبی کی۔ غوری نے قرامطہ کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ کیا تھا اور اس کی سرپرستی میں علماء وفقہاء قرامطی عقائد ونظریات کا ابطال کرتے تھے اس وجہ سے قرامطہ سلطان کے سخت دشمن ہو گئے تھے۔

الموت کے علاقہ میں موجود قرامطہ (جو اس خطہ میں حشاشین کے نام سے معروف تھے) نے عالم اسلام کی نامور شخصیات کو شہید کرنے کے لیے فدائی دستے تیار کیے ہوئے تھے۔ ان دستوں نے بڑے بڑے جلیل القدر علماء وفضلاء اور سلاطین اسلام کو شہید کیا۔ انھوں نے شہاب الدین کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی۔ پنجاب کی مذکورہ مہم سے واپسی پر ۶۰۲ھ میں دمیک کے مقام ایک قرامطی فدائی نے سلطان شہاب الدین کو شہید کیا۔ منہاج سراج اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> **"چون مراجعت بغزنین کرد، بر دست فدائی ملاحدہ (قرامطہ) در منزل دمیک در مشہور سنہ اثنی وستماہ، شہادت یافت رحمہ اللہ" [۱۷]**

شہاب الدین کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اسے کھوکھر قبیلہ کے افراد نے شہید کیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ غوری کی شہادت قرامطہ کے ہاتھوں ہوئی۔ یحییٰ بن احمد سرہندی [۱۸]، ابن خلدون [۱۹]، حافظ ذہبی [۲۰] اور متعدد مورخین طبقات ناصری کی طرح سلطان کی شہادت قرامطی داعی کے ہاتھوں ہی ذکر کرتے ہیں۔ برصغیر میں دینی روایت کی تحفیظ اور ضال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ومضل نظریات کے حامل فرق کے خلاف بروقت کاروائی علماء وسلاطین کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ سید سلیمان ندوی، عرب و ھند کے تعلقات، مشعل بکس، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۳۵-۱۳۶۔

۲۔ عتبی، ابونصر، تاریخ یمینی، مطبع محمدیہ، لاہور، ۱۳۰۰ھ، ص ۲۱۱

۳۔ الشہرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل و النحل، دارالسنۃ قاہرہ، مصر، ۱۹۹۱ء، ۳۳۱/۱

۴۔ غزالی، ابوحامد محمد بن محمد، فضائح الباطنیۃ، (تحقیق: عبدالرحمن بدوی)، الدار القومیہ للطباعۃ والنشر، قاہرہ، ۱۹۲۴ء، ص ۱۲۔

۵۔ زاہد علی، ھمارے اسماعیلی مذھب کی حقیقت اور اس کا نظام، مکتبہ بینات، کراچی، مقدمہ۔

۶۔ بغدادی، ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد، الفرق بین الفرق، مطبعہ المعارف، مصر، ۱۹۱۰ء، ص ۲۶۵-۲۶۶۔

۷۔ ھمارے اسماعیلی مذھب کی حقیقت اور اس کا نظام، مقدمہ۔

۸۔ Stern, S.M, *Ismaili Propaganda and the Fatimid rule in India*, London, 103.

۹۔ منہاج سراج، طبقات ناصری، کوئٹہ، ۱۹۴۹ء، ۳۱۶/۱

۱۰۔ Elphinston, Mounstuart, *History of India*, London, 1889, p. 364.

۱۱۔ بدایونی، عبدالقادر، منتخب التواریخ، کلکتہ، ۱۸۵۶ء، ص ۲۱-۲۰۔

۱۲۔ منتخب التواریخ، ص ۲۱۔

۱۳۔ عبدالحئی، نزھۃ الخواطر وبھجۃ السامع والناظر، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۹۹۱ء، ۲۲۰/۱۔

۱۴۔ طبقات ناصری، ۳۶۶/۱۔

۱۵۔ نظام الدین، خواجہ، طبقات اکبری، مطبع منشی نول کشور، ۱۸۷۵ء، ۱۸/۱۔

۱۶۔ نجیب آبادی، اکبر شاہ، تاریخ اسلام، الفیصل، لاہور، ۲۰۰۳ء، ۳۳۷/۱۔

۱۷۔ طبقات ناصری، ۳۷۴/۱۔

۱۸۔ یحیٰ بن احمد سرہندی، تاریخ مبارک شاھی، (تصحیح محمد ہدایت حسین)، مطبع بپٹسٹ مشن، کلکتہ، ۱۹۳۱ء، ص ۴۲۔

۱۹۔ ابن خلدون، عبدالرحمن، کتاب العبر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۲ء، ۴۹۰/۴۔

۲۰۔ ذہبی، شمس الدین، تاریخ اسلام، (تحقیق: بشار عواد)، بیروت لبنان، ۱۹۳۱ء، ۱۱۰/۱۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علامہ راشد الخیری بحیثیت تاریخ وسیرت نگار

داوٗد عثمانی ☆

علامہ راشد الخیری جنوری ۱۸۶۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور ۳رفروری ۱۹۳۶ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ ان کے جدِّ امجد کا تعلق صحابیٔ رسول عکرمہ بن ابوجہل آل بنی عکرمہ سے تھا جن کے ایک فرزند عہد شاہجہان میں دہلی آکر شہزادوں اور شہزادیوں کے معلم مقرر ہوئے۔ جہاں انھیں نسلاً بعد نسلاً خاندانِ شاہانِ مغلیہ کے استاد بننے کا شرف حاصل رہا۔ اس کے علاوہ ان کے بزرگوں نے مدارس قائم کرکے تشنگانِ علم کو دینی تعلیم سے بھی سیراب کیا۔ علامہ راشد الخیری نے بھی اپنی پوری زندگی قلم کے ذریعے اصلاحِ معاشرت، حقوقِ نسواں، تربیتِ نسواں کا علم اٹھائے رکھا۔ علامہ کا طرزِ ادا اور اندازِ بیان اس قدر دردانگیز اور پرتاثیر تھا کہ علی عباس حسینی نے انھیں خواتین کا سرسید کہا۔ علامہ کی تخلیقات کی مقبولیت اور قبولیت کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ سوائے چند ایک کتابوں کے ان کی تمام تصانیف کی ایک سے زائد اشاعتیں منظرِ عام پر آئیں۔ جن میں بعض تو تعلیمی نصاب میں بھی شامل رہیں اور یہ اعزاز اردو ادب میں بہت کم ادیبوں کو نصیب ہوا۔

علامہ راشد الخیری کثیر التصانیف مصنف تھے انھوں نے گیارہ اصلاحی و معاشرتی ناول لکھے۔ نو اسلامی تاریخی ناول تحریر کیے اور افسانوں کے سینتیس اور مضامین کے چوبیس مجموعے منظرِ عام پر آئے۔ تاریخ وسیرت پر چھ کتابیں شائع ہوئیں۔ اس کے علاوہ دو شعری مجموعے اور ایک تالیف کردہ کتاب شائع ہوئی۔ علاوہ ازیں ان کی ادارت و نگرانی میں ماہنامہ ''عصمت''، ''تمدن''، ''بنات''، ''جوہرِ نسواں'' اور ہفتہ وار ''سہیلی'' بھی شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ علامہ موصوف کو تاریخ اور سیرت نگاری سے بھی خاص شغف تھا اور انھوں نے اس سمت میں بھی اپنے قلم کے جوہر خوب دکھائے ہیں۔ درج ذیل سطور میں علامہ خیری کی تاریخ وسیرت نگاری کا ایک مختصر جائزہ لیا گیا ہے جو یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ اگر تاریخ اور سیرت نگاری کو ہی اپنا موضوع بناتے تو ان کا شمار اردو کے نامور مورخین اور سیرت نگاروں میں ہوتا۔ تاہم انھوں نے جتنا بھی لکھا ہے ان میں تاریخ اور

☆ ڈاکٹر داوٗد عثمانی، لیکچرار اردو، گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج، بلدیہ ٹاؤن، کراچی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com